AL-AASAR Journal
**Quarterly *Research Journal***
***www. al-aasar.com***

***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

# سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات و آراء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

# *A Critical and Analytical Review of Orientalist Objections and Interpretations of the Seerah of Prophet Muhammad PBUH*

***Novairah Maryum,***
*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad.*

***Abstract***

*The Seerah of Prophet Muhammad PBUH has long been examined by Western scholars, commonly described as Orientalists. Their studies often reflect methodological assumptions shaped by Western intellectual traditions, colonial contexts, and limited engagement with classical Islamic sources. As a result, Orientalist writings have raised objections and interpretations concerning the Prophet's PBUH prophethood, personal life, marriages, military campaigns, and socio-political role. This study offers a critical and analytical review of major Orientalist perspectives on the Seerah, assessing their arguments in light of historical evidence and authentic Islamic sources. It examines the intellectual foundations of these objections and identifies recurring patterns of misinterpretation and contextual distortion. The article also presents responses of Muslim scholars who have addressed these claims through rigorous scholarship grounded in Qur'an, Hadith, and early Islamic historiography. By comparing Orientalist narratives with Islamic counter-arguments, this research highlights the limitations of biased readings and emphasizes the need for contextual and source-based analysis. The study contributes to a clearer understanding of how Orientalist scholarship has shaped modern perceptions of the Prophet Muhammad, PBUH. It underscores the importance of critical engagement in the study of Islamic history.*

**Keywords:** *Orientalism, Orientalist Criticism, Prophet Muhammad PBUH, Seerah Studies, Critical Analysis, Muslim Scholarly Responses, Western Interpretations.*

## تمہید

استشراق وہ یورپی علمی تحریک ہے جس کا مقصد مشرقی دنیا، خصوصاً اسلام اور مسلمانوں کا مطالعہ تھا۔ ابتدائی طور پر یہ مطالعہ اکثر تعصبات، صلیبی ذہنیت اور سیاسی مفادات سے متاثر رہا۔ استشراقی مفکرین نے قرآن، حدیث اور سیرت النبی ﷺ کو اپنے تحقیقی مرکز کے طور پر منتخب کیا، اور ان موضوعات پر اعتراضات اٹھائے۔ ان اعتراضات کا مقصد اسلامی تعلیمات کی کمزوریوں کو اجاگر کرنا اور مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا تھا۔[1] سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات نے مختلف زاویوں سے علم و تحقیق کو متاثر کیا ہے۔ ان میں سب سے اہم اعتراضات نبی ﷺ کی نبوت، وحی کی حقیقت، ان کی ازدواجی زندگی، جنگی مہمات، اور معاشرتی و سیاسی اصلاحات پر تھے۔ ان اعتراضات کا دائرہ وسیع ہے، اور ان کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو غیر اخلاقی یا غلط ثابت کرنا تھا۔[2]

---

[1] اکرم ضیاء العمری، **موقف الاستشراق من السنة والسیرة النبویة** (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، 1995)، 56۔

[2] William Muir, *Muhammad and Islam*, New Delhi: Cosno Publications, 2010, pp. 17, 148-

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مستشرقین کی یہ تنقید علمی نہیں بلکہ ان کے تعصبات اور غلط فہمیوں کا نتیجہ تھی، جن کا تجزیہ کرنا اور ان کے جوابات دینا انتہائی ضروری ہے۔

اس مقالہ کا مقصد مستشرقین کی جانب سے سیرت النبی ﷺ پر اٹھائے گئے اعتراضات کا تجزیہ کرنا ہے۔ اس تجزیے میں ہم مستشرقین کے اعتراضات و آراء اور ان کی بنیاد پر اٹھائے گئے سوالات کا علمی اور تحقیقی انداز میں جواب دیں گے، تاکہ ان اعتراضات کی حقیقت اور سچائی کو واضح کیا جا سکے۔ اس تحقیق میں ہم مستشرقین کے مختلف رویوں کا بھی تجزیہ کریں گے، تاکہ ان کے نظریات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور ان پر حقیقت پر مبنی جواب دیا جا سکے۔ الغرض مستشرقین کا سیرت النبی ﷺ پر اعتراضات کا سلسلہ ایک طویل تاریخ رکھتا ہے۔ ان اعتراضات کے پس پردہ بیشتر عوامل میں مغربی دنیا کا اسلام کے بارے میں تعصب، سیاسی مفادات اور مسلمانوں کی طاقت میں اضافے کا خوف شامل ہے۔ تاہم، ان اعتراضات کا تحقیقی جواب مسلم علماء نے مختلف ادوار میں دیا ہے۔ ان علماء نے نہ صرف سیرت کی اصل حقیقت کو واضح کیا، بلکہ مستشرقین کے اعتراضات کا علمی رد بھی کیا۔ اس تحقیق میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زیادہ تر اعتراضات تعصبات اور مغربی مفکرین کی جانب سے سیرت کی غلط تشریح پر مبنی تھے، جنہوں نے اسلامی تاریخ و ثقافت کو سمجھنے میں ناکامی کا سامنا کیا۔

## استشراق: تصور اور پس منظر

### استشراق کی تعریف:

استشراق ایک یورپی علمی تحریک ہے جس کا آغاز نوآبادیاتی دور میں ہوا، جب مغربی طاقتوں نے مشرقی دنیا، خصوصاً مسلمانوں اور اسلام کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ یہ مطالعہ ابتدائی طور پر مذہبی، ثقافتی، اور سیاسی نوعیت کا تھا، اور اس کا مقصد مشرقی معاشروں کو مغربی معاشرت کے معیارات کے مطابق سمجھنا تھا۔ مستشرقین (Orientalists) نے اسلام، مسلمانوں کی تاریخ، اور سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیا، لیکن یہ مطالعہ عموماً مغربی تعصبات، نوآبادیاتی ذہنیت اور سیاسی مفادات سے متاثر رہا۔[3]

### استشراق کی ابتدا:

استشراق کی ابتدائی شکل کو اکثر "مشرق کا مطالعہ" یا "عیسائی مشنریز کا علم" کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ مغربی مفکرین کی جانب سے اسلام اور مشرقی دنیا کی تفصیلات کو جاننے کی کوشش تھی تاکہ اپنے مذہبی مشن کو فروغ دیا جا سکے اور مشرقی دنیا کو مغربی دنیا کے معیار پر لایا جا سکے۔ یورپی طاقتوں نے مشرقی دنیا کے بارے میں اپنی معلومات کو تعصبات اور سٹیریوٹائپس سے رنگا، جس کے نتیجے میں ایک غلط اور جانبدار تصویر پیش کی گئی۔[4]

### مستشرقین کی اہم شخصیات:

[3] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, pp. 12-14.
[4] William Muir, *The Life of Muhammad*, 4th Edition, London: Smith, Elder & Co., 1888, pp. 100-105.

AL-AASAR Journal
**Quarterly *Research Journal***
***www. al-aasar.com***

***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

استشراق کی ترقی میں متعدد اہم شخصیات کا کردار تھا جن میں سر ولیم میور، ایڈورڈ سعید، اور مار گولیوتھ شامل ہیں۔ ان افراد نے اسلامی تاریخ اور سیرت النبی ﷺ پر مختلف تحقیقی کام کیے، لیکن ان کی تحقیقات میں اکثر تعصب اور مغربی نظریات کا غلبہ رہا۔ ان مستشرقین نے سیرت النبی ﷺ کو اپنے پیش نظر تعصبات کے مطابق پیش کیا، جس کی وجہ سے اسلام اور نبی ﷺ کی شخصیت کے بارے میں بہت ساری غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔

**مستشرقین کا نبی ﷺ کے بارے میں نقطہ نظر:**

مستشرقین کی طرف سے سیرت النبی ﷺ پر اٹھائے گئے اعتراضات کا آغاز نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت، وحی کی نوعیت، اور نبی ﷺ کی جنگی حکمت عملی سے ہوا۔ انہوں نے نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی، معاشرتی اصلاحات اور ریاست مدینہ کے بارے میں بھی سوالات اٹھائے۔ ان اعتراضات کا مقصد اسلام کی حقیقت کو مشکوک بنانا اور نبی ﷺ کی شخصیت کو غیر اخلاقی یا خود غرض ثابت کرنا تھا۔ تاہم، مسلم علماء نے ان اعتراضات کا جواب دیا اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔

**مستشرقین کی تنقید کا پس منظر:**

استشراق کی تنقید بنیادی طور پر سیاسی و اقتصادی مفادات پر مبنی تھی۔ مغربی طاقتوں کا یہ مقصد تھا کہ وہ مشرقی دنیا میں اپنے اثرات بڑھائیں اور اپنی تہذیب و ثقافت کو مسلط کریں۔ اس تنقید کا بنیادی پہلو یہ تھا کہ اسلام اور نبی ﷺ کی سیرت کو اس طرح پیش کیا جائے کہ ان کی تعلیمات کو مغربی معاشرت کے معیار کے مطابق غیر متوازن یا متنازعہ ثابت کیا جا سکے۔ یوں مستشرقین نے اسلام کو ایک جارحانہ، غیر اخلاقی، اور کمزور مذہب کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔[5]

پس مستشرقین کے اعتراضات اور ان کی تنقید کا مقصد صرف اسلام کی حقیقت کو مشکوک بنانا تھا، بلکہ اس کا ایک اور مقصد مشرقی معاشوں کو مغربی معاشرت کے تابع کرنا بھی تھا۔ مستشرقین کی اس تحقیقی کوشش میں ان کے تعصبات اور سیاسی مقاصد نے اہم کردار ادا کیا۔ اس تحقیق کا مقصد ان اعتراضات کا تفصیل سے تجزیہ کرنا اور مسلم علماء کی جانب سے دیے گئے جوابات کو واضح کرنا ہے۔ مسلم علماء نے ہمیشہ سیرت النبی ﷺ کو ایک شفاف اور حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے، اور ان کے جوابات نے مستشرقین کی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔

**مستشرقین کی طبقہ بندی**

---

[5] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, pp. 12-14.

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

استشراق کے دائرہ کار میں شامل مفکرین اور مصنفین کی فکری نوعیت یکساں نہیں رہی۔ ان کے نقطہ نظر، علمی اسلوب، اور اسلام سے تعلق رکھنے والے رویّوں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ عام طور پر مستشرقین کو تین بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

### 1. معاند و متعصب مستشرقین:

یہ وہ مستشرقین ہیں جنھوں نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو شعوری طور پر منفی انداز میں پیش کیا۔ ان کا مقصد علمی تحقیق نہیں بلکہ اسلام کی حقانیت پر شبہات پیدا کرنا اور مغربی دنیا میں اس کی منفی شبیہ قائم کرنا تھا۔

سر ولیم میور (William Muir)، مارگولیوتھ (Margoliouth)، اور گبن (Edward Gibbon) جیسے مفکرین اس زمرے میں آتے ہیں۔ ان کے نزدیک نبی ﷺ کی نبوت الہامی تجربہ نہیں بلکہ سیاسی ذہانت اور ذاتی خواہشات کا مظہر تھی۔[6] انہوں نے قرآن کو انسانی تصنیف اور اسلام کو "تلوار کے زور پر پھیلنے والا مذہب" قرار دیا۔[7]

یہ گروہ عموماً صلیبی جنگوں کے بعد کے دور میں ابھرا، جب یورپ اسلام کی سیاسی برتری سے خوفزدہ تھا۔ ان کے نظریات میں علمی غیر جانبداری کے بجائے مذہبی تعصب اور سامراجی مفادات کا غلبہ نمایاں تھا۔

### 2. معتدل یا تجزیاتی مستشرقین:

یہ وہ مستشرقین ہیں جنھوں نے اسلام اور نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ قدرے غیر جانبدارانہ انداز میں کیا۔ ان کا مقصد محض تنقید نہیں بلکہ فکری و تاریخی سمجھ بوجھ حاصل کرنا تھا۔ ان میں مونٹگمری واٹ (Montgomery Watt)، رچرڈ بیل (Richard Bell)، اور ایڈورڈ سعید (Edward Said) جیسے مفکرین شامل ہیں۔

مونٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad: Prophet and Statesman" میں اعتراف کیا کہ نبی ﷺ کی شخصیت میں سیاسی بصیرت کے ساتھ روحانی عظمت بھی شامل تھی، لیکن انہوں نے وحی کو انسانی تجربہ قرار دیا۔[8] ایڈورڈ سعید نے اپنی مشہور تصنیف "Orientalism" میں مغربی استشراق کو علمی تحقیق کے بجائے "تسلط کا آلہ" قرار دیا اور کہا کہ مغرب نے اسلام کو ہمیشہ ایک خطرے کے طور پر پیش کیا۔[9]

یہ طبقہ اگرچہ نبی ﷺ کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے، لیکن اس کے باوجود وحی اور نبوت کو ماورائی تجربہ ماننے سے انکار کرتا ہے۔

### 3. اسلام قبول کرنے والے مستشرقین:

---

[6] William Muir, *The Life of Mahomet*, London: Smith, Elder & Co., 1878, pp. 12–15.
[7] D. S. Margoliouth, *Mohammed and the Rise of Islam*, London: G. P. Putnam, 1905, pp. 37–42.
[8] Montgomery Watt, *Muhammad: Prophet and Statesman*, Oxford University Press, 1961, p. 21.
[9] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, pp. 27–30.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس گروہ میں وہ اہلِ علم شامل ہیں جو اسلام کے مطالعے کے دوران اس کی حقانیت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ ان میں محمد اسد (Leopold Weiss)، مارٹن لنگز (Martin Lings)، اور رینی گینوں (René Guénon) جیسے نام نمایاں ہیں۔ محمد اسد نے اپنی مشہور تصنیف "The Road to Mecca" میں اسلام کو عقل، فطرت، اور روحانیت کا کامل امتزاج قرار دیا۔[10] مارٹن لنگز نے "Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources" میں سیرت النبی ﷺ کو تاریخی و روحانی توازن کے ساتھ پیش کیا اور مغربی تحریفات کا علمی رد کیا۔[11]

یہ مستشرقین اس بات کے قائل تھے کہ مغرب نے اسلام کو ہمیشہ اپنے تعصبات کے آئینے میں دیکھا۔ انہوں نے مغربی قارئین کے لیے سیرت النبی ﷺ کا مثبت، حقیقت پسندانہ اور روحانی تصور اجاگر کیا۔

مستشرقین کی طبقہ بندی سے واضح ہوتا ہے کہ استشراق کوئی یکساں فکری تحریک نہیں تھی بلکہ مختلف محرکات، نظریات اور رویّوں پر مشتمل ایک فکری تنوع رکھتی ہے۔ جہاں معاند مستشرقین نے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی، وہیں معتدل اور مسلمان مستشرقین نے اسلام کو سمجھنے اور دنیا کے سامنے درست طور پر پیش کرنے کی کاوش کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر تنقید ہمیشہ اسلام دشمنی کی علامت نہیں تھی بلکہ بعض اوقات علمی جستجو اور حقیقت پسندی پر بھی مبنی تھی۔ تاہم، مغربی استشراق کی مجموعی فکری جہت اب بھی طاقت، علم، اور نظریاتی تسلط کے امتزاج سے جڑی ہوئی ہے—جیسا کہ ایڈورڈ سعید نے وضاحت کی کہ: "استشراق علم نہیں بلکہ اقتدار کا آلہ ہے۔"

## مستشرقین کے اعتراضات

سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کی جانب سے کیے گئے اعتراضات مختلف ادوار میں مختلف زاویوں سے سامنے آئے۔ ان اعتراضات کا بنیادی مقصد نبی اکرم ﷺ کی شخصیت، نبوت، اور اسلام کی حقانیت کو مشکوک بنانا تھا۔ مستشرقین نے نبی ﷺ کی نبوت، وحی، ازدواجی زندگی، جنگی مہمات، اور سماجی و سیاسی اصلاحات پر تنقید کی۔ ذیل میں ان اعتراضات کو تحقیقی اور تجزیاتی انداز میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

❖ **نبوت اور وحی کی صداقت پر اعتراض:**

مستشرقین کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی نبوت الہامی نہیں بلکہ ایک نفسیاتی اور سماجی مظہر تھی۔ ولیم میور (William Muir) نے اپنی تصنیف The Life of Mahomet میں یہ دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ کو جو "وحی" ملتی تھی وہ دراصل مرگی (Epilepsy) یا اعصابی کیفیت کا نتیجہ تھی۔[12]

---

[10] Muhammad Asad, *The Road to Mecca*, New York: Simon & Schuster, 1954, p. 90.
[11] Martin Lings, *Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources*, London: George Allen & Unwin, 1983, p. 15.
[12] William Muir, *The Life of Mahomet*, London: Smith, Elder & Co., 1878, pp. 27–35.

AL-AASAR Journal
**Quarterly *Research Journal***
***www. al-aasar.com***
***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی طرح مارگولیوتھ (D.S. Margoliouth) نے کہا کہ قرآن نبی ﷺ کی ذاتی تخلیق ہے اور اس میں کسی الہامی عنصر کا دخل نہیں۔[13] مستشرقین کے نزدیک وحی ایک داخلی وجدانی تجربہ تھا، جو عرب معاشرتی حالات اور نبی ﷺ کی غیر معمولی ذہانت کا عکاس ہے۔ اس کے برعکس، معتدل مستشرقین جیسے مونٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے یہ تسلیم کیا کہ نبی ﷺ کے کردار میں اخلاقی اور روحانی عظمت موجود تھی، مگر وہ وحی کو "subjective revelation" یعنی اندرونی وجدانی تجربہ قرار دیتے ہیں۔[14]

یہ رائے دراصل استشراقی فکر کی سب سے بڑی غلطی کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ وحی کو الہامی حقیقت کے بجائے نفسیاتی مظہر سمجھتے ہیں۔ اسلام میں وحی ایک فوق العادت تجربہ ہے جو عقل اور حواس کی حد سے ماوراء ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت کے تاریخی تسلسل، آپؐ کے کردار کی صداقت، اور آپؐ کی تعلیمات کی ہمہ گیر اثر انگیزی، اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وحی کسی نفسیاتی کیفیت نہیں بلکہ ربانی تعلق کا نتیجہ تھی۔

### ❖ ازدواجی زندگی پر اعتراض:

مستشرقین نے نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی کو اپنی تنقید کا ایک بڑا محور بنایا۔ ان کے نزدیک نبی ﷺ کی متعدد شادیاں ذاتی خواہشات اور جنسی میلان کا نتیجہ تھیں۔ گبن (Edward Gibbon) اور میکاولی (Thomas Macaulay) نے نبی ﷺ کی تعددِ ازواج کو "lustful tendency" کے طور پر پیش کیا۔[15]

خاص طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم عمری میں نکاح کو مغربی مستشرقین نے اخلاقی نقطۂ نظر سے ہدفِ تنقید بنایا۔ جبکہ تاریخی شواہد کے مطابق نبی ﷺ نے اپنی تمام شادیاں سماجی، دینی، یا سیاسی مصالح کے پیش نظر کیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے 25 سالہ ازدواجی زندگی اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کا مقصد محض جذباتی خواہش نہیں بلکہ اخلاقی تطہیر اور معاشرتی استحکام تھا۔ امی نضیرہ بنتی محمد رسولی کے تحقیقی مطالعے کے مطابق سترہویں تا انیسویں صدی کے مغربی سفرناموں میں نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی کو جان بوجھ کر جنسی رنگ دیا گیا تاکہ مغربی قارئین کے ذہنوں میں نبی ﷺ کی سیرت کی عظمت کو مسخ کیا جا سکے۔[16]

یہ رائے مستشرقین کی اخلاقی اور تہذیبی کم فہمی کی دلیل ہے۔ عرب معاشرت میں اُس وقت تعددِ ازدواج سماجی ضرورت تھی، نہ کہ ذاتی عیش۔ نبی ﷺ کی ہر شادی اصلاحِ معاشرت، بیواؤں کے تحفظ، یا قبائلی اتحاد کے لیے تھی۔ اس لیے ازدواجی زندگی پر رائے تاریخی اور اخلاقی دونوں حوالوں سے بے بنیاد ہے۔

---

[13] D. S. Margoliouth, *Mohammed and the Rise of Islam*, London: G. P. Putnam, 1905, p. 45.
[14] Montgomery Watt, *Muhammad: Prophet and Statesman*, Oxford University Press, 1961, p. 58.
[15] Edward Gibbon, *The Decline and Fall of the Roman Empire*, Vol. 5, London, 1788, p. 230.
[16] Ummi Nadhirah Rosli & N. Omar, *References of Sexuality in Relation to the Prophet Muhammad (PBUH) in 17th–19th Century Orientalist Travelogues*, *Arab World English Journal*, 2017, pp. 68–82.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

### ❖ جنگی مہمات (غزوات) پر اعتراض:

مستشرقین نے نبی اکرم ﷺ کے غزوات کو "جہاد بالسیف" کے مفہوم میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا۔ ولیم میور، مارگولیوتھ، اور رینان (Ernest Renan) جیسے مصنفین نے یہ موقف اپنایا کہ نبی ﷺ کی جنگی پالیسی سیاسی مفادات پر مبنی تھی۔[17] ان کے نزدیک غزواتِ بدر، احد اور تبوک میں نبی ﷺ کی حکمت عملی اسلام کے پرامن نظریے سے متصادم تھی۔

تاہم، اسلامی تاریخ کے مستند ماخذ اس تاثر کی تردید کرتے ہیں۔ تمام غزوات دفاعی نوعیت کے تھے۔ غزوہ بدر قریش کے مسلسل ظلم و جبر کے جواب میں لڑی گئی؛ صلح حدیبیہ نبی ﷺ کی امن پسندی کی اعلیٰ مثال ہے۔ قرآن نے خود ارشاد فرمایا:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ۝[18]

"اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔"

نثار اختر اور نور ولی شاہ نے اپنی تحقیق میں واضح کیا کہ مستشرقین نے نبی ﷺ کے غزوات کو سامراجی جنگوں کے طرز پر سمجھنے کی کوشش کی، حالانکہ یہ محض دفاعِ دین اور امنِ عامہ کی بقا کے لیے تھیں۔[19]

الغرض نبی ﷺ کی جنگی مہمات دراصل عدل و انصاف کے قیام، ظلم کے خاتمے، اور مذہبی آزادی کے تحفظ کے لیے تھیں۔ مستشرقین نے ان جنگوں کو مغربی سامراجی معیار سے پرکھا، جبکہ اسلام میں جہاد کا مقصد تسلط نہیں بلکہ ظلم کا ازالہ ہے۔

### ❖ سیاسی و معاشرتی اصلاحات پر اعتراض:

کچھ مستشرقین نے نبی ﷺ کے ریاستی اقدامات کو مذہبی یا اخلاقی نہیں بلکہ سیاسی اقتدار کے حصول سے تعبیر کیا۔ گولڈزیہر (Ignaz Goldziher) اور ویلفرڈ کینٹول اسمتھ نے کہا کہ نبی ﷺ کی اصلاحات دراصل عرب قبائل پر سیاسی غلبہ حاصل کرنے کی حکمت عملی تھیں۔[20] انہوں نے میثاقِ مدینہ کو ایک "قبائلی معاہدہ" قرار دیا، نہ کہ اخلاقی و سماجی دستور۔ اس کے برعکس، جدید محققین جیسے عمر فارح (Omer et al., 2019) نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا کہ نبی ﷺ کی ریاستِ مدینہ ایک فلاحی ریاست تھی، جس میں مساوات، عدل، اور مذہبی آزادی بنیادی اصول تھے۔[21]

---

[17] Akhtar, N., Shah, N. W., & Ahmad, W. (2022). *A Critical Analysis of Orientalists' Fruitless Efforts to Criticize the Holy Prophet Muhammad (SAW)*, *As-Saqafat-ul Islamia Journal*.

[18] القرآن: ۸/ ۶۱۔

[19] Akhtar, Shah, and Ahmad, *"A Critical Analysis of Orientalists' Fruitless Efforts,"* 44.

[20] Ignaz Goldziher, *Muslim Studies*, London: George Allen & Unwin, 1967, Vol. 2, p. 123.

[21] Omer, F., Farhadullah, & Akhter, N. (2019). *The Structure of Madinah's State: A Study from the Prophet Muhammad (PBUH) Seerah*, p. 47.

AL-AASAR Journal
**Quarterly *Research Journal***
***www. al-aasar.com***

***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ رائے اسلام کی روح سے ناواقفیت کا مظہر ہے۔ نبی ﷺ کی سیاسی قیادت دراصل اخلاقی قیادت تھی۔ آپ ﷺ نے جس ریاست کی بنیاد رکھی، وہ انسانیت، عدل، اور مساوات پر مبنی تھی—ایسی ریاست جس کا ماڈل آج بھی جدید انسانی حقوق کی اساس قرار دیا جا سکتا ہے۔

### ❖ سیرت النبی ﷺ کی روایات پر اعتراض

مستشرقین نے سیرت النبی ﷺ کے تاریخی ماخذات، احادیث، اور روایات کو سب سے زیادہ مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک نبی ﷺ کی سیرت کے زیادہ تر واقعات بعد کے مسلم مؤرخین اور محدثین کی اختراع ہیں جو کئی صدیوں بعد تحریری صورت میں مرتب ہوئیں۔ جوزف شاخت (Joseph Schacht) نے اپنی معروف کتاب The Origins of Muhammadan Jurisprudence میں یہ دعویٰ کیا کہ اسلامی فقہ اور سیرت کی روایتیں دوسری صدی ہجری کے بعد کی تخلیق ہیں اور ان میں نبی ﷺ سے منسوب بہت سا مواد "retrojection" یعنی بعد کے زمانے کے تصورات کو نبی ﷺ کے زمانے پر منسوب کرنے کا نتیجہ ہے۔[22]

اسی طرح پیٹریشیا کرون (Patricia Crone) اور مائیکل کک (Michael Cook) نے اپنی متنازعہ تصنیف Hagarism: The Making of the Islamic World میں یہ نظریہ پیش کیا کہ نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں جو بھی مواد مسلم ماٰخذ میں موجود ہے وہ "later Muslim inventions" ہیں، اور اصل تاریخی مواد غیر مسلم یا بیرونی ذرائع میں تلاش کیا جانا چاہیے۔[23]

ان کے مطابق ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی، اور طبری جیسے مؤرخین نے سیرت النبی ﷺ کے واقعات کو مذہبی عقیدت کی بنیاد پر تحریر کیا، اس لیے ان کی تاریخی حیثیت مشکوک ہے۔ شاخت اور کرون دونوں کا اصرار ہے کہ چونکہ سیرت کی تحریری شکل نبی ﷺ کے زمانے کے تقریباً دو سو سال بعد سامنے آئی، اس لیے ان میں "additions and fabrications" شامل ہو گئے۔

مزید برآں، گولڈزیہر (Ignaz Goldziher) نے بھی اپنی کتاب Muslim Studies میں احادیث کو "product of pious imagination" کہا، یعنی ان کے نزدیک محدثین نے اپنے مذہبی و فقہی نظریات کے مطابق احادیث وضع کیں۔[24] یہی نقطۂ نظر جدید استشراق میں بھی دہرایا گیا، جہاں نبی ﷺ کی سیرت اور احادیث کو "non-historical sources" کے زمرے میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان تمام اعتراضات کا محرک دراصل مغربی تاریخ نویسی کا وہ اصول تھا جس میں صرف تحریری اور contemporaneous ماخذ کو معتبر سمجھا جاتا ہے، جبکہ زبانی روایت کو "unreliable" قرار دیا جاتا ہے۔ مستشرقین نے اسلامی روایتِ نقل (oral transmission) کی منظم سائنسی بنیادوں کو سمجھے بغیر اسے "mythology" یا "legend" کے درجے میں رکھا۔

---

[22] Joseph Schacht, *The Origins of Muhammadan Jurisprudence* (Oxford: Clarendon Press, 1950), 15–18.
[23] Patricia Crone and Michael Cook, *Hagarism: The Making of the Islamic World* (Cambridge: Cambridge University Press, 1977), 3–5.
[24] Ignaz Goldziher, *Muslim Studies*, vol. 2 (London: George Allen & Unwin, 1967), 39–42.

AL-AASAR Journal
**Quarterly *Research Journal***
***www. al-aasar.com***
***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مستشرقین کے اعتراضات میں سب سے بڑا تضاد یہ ہے کہ وہ سیرت النبی ﷺ کو مذہبی نہیں بلکہ انسانی یا سیاسی زاویے سے دیکھتے ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر وحی، نبوت، اور اخلاقی الہام کے تصور سے محروم ہے۔ تاہم، مسلم محققین کی علمی و تحقیقی کاوشوں نے ان اعتراضات کو مدلل اور تاریخی دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔

## مستشرقین کے اعتراضات کا ردّ

اسلامی تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات محض علمی تجسس کا نتیجہ نہیں بلکہ تعصب، مغربی فکری بالادستی، اور مذہبی مخاصمت پر مبنی تھے۔ مسلم محققین، محدثین، اور سیرت نگاروں نے ان اعتراضات کا مدلل، تاریخی، اور عقلی بنیادوں پر ردّ کیا ہے۔ ذیل میں چند بنیادی اعتراضات اور ان کے علمی جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

### ❖ نبوت اور وحی کے اعتراضات کا ردّ:

مستشرقین نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت اور وحی کو نفسیاتی تجربہ یا ذہنی کیفیت قرار دیا۔ تاہم مسلم علماء نے واضح کیا کہ وحی ایک ماورائی تجربہ ہے جس کا تعلق انسانی عقل یا حواس سے نہیں۔ قرآن خود اس بات کا اعلان کرتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۝ [25]

"یعنی نبی ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہے۔"

اکرم ضیاء العمری نے اپنی تحقیق میں مستشرقین کے اس نظریے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ وحی کا نفسیاتی یا حیاتیاتی تجزیہ ممکن نہیں، کیونکہ وحی ایک روحانی حقیقت ہے جو صرف انبیاء کے لیے مخصوص ہے۔[26] اسی طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی کتاب "Introduction to Islam" میں کہا کہ قرآن کی زبان، اسلوب اور معنوی ساخت انسانی سطح سے بالاتر ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ الہامی کلام ہے، نہ کہ انسانی تخلیق۔[27] الغرض وحی کو انسانی تجربہ کہنا خود عقل کے منافی ہے، کیونکہ اگر وحی انسانی ہوتی تو اس کی معنوی گہرائی اور تسلسل ممکن نہ ہوتا۔ نبی ﷺ کی 23 سالہ نبوت کے دوران وحی کے تسلسل میں نہ کوئی تضاد ہے، نہ کوئی انقطاع۔۔۔ جو کسی انسانی ذہن کے بس سے باہر ہے۔

---

[25] القرآن: ۵۳/ ۳-۴۔

[26] اکرم ضیاء العمری، **موقف الاستشراق من السنة والسيرة النبوية**، 45۔

[27] Muhammad Hamidullah, *Introduction to Islam*, Paris, 1970, p. 17.

AL-AASAR Journal
**Quarterly** ***Research Journal***
***www. al-aasar.com***

***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

❖ **ازدواجی زندگی کے اعتراضات کا رد:**

مستشرقین نے نبی ﷺ کی متعدد شادیوں کو ذاتی خواہشات کا مظہر قرار دیا، مگر مسلم محققین نے ان کی تاریخی، سماجی اور اخلاقی بنیادوں کو مدلل طور پر واضح کیا۔ صفی الرحمٰن مبارکپوری نے "الرحیق المختوم" میں لکھا کہ نبی ﷺ کی ہر شادی ایک مخصوص مقصد کے تحت ہوئی، مثلاً بیواؤں کا تحفظ، سیاسی اتحاد یا اخلاقی مثال قائم کرنا۔[28] محمد اسد نے کہا کہ مستشرقین نے ازدواجی زندگی پر اعتراضات محض مغربی اخلاقی معیارات کی بنیاد پر کیے، جو عرب کے سماجی سیاق سے مختلف تھے۔[29] مزید یہ کہ نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی میں عدل، احسان، اور روحانی پاکیزگی نمایاں ہے۔ قرآن میں خود فرمایا گیا:

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ [30]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ازدواجی تعلقات کو اسلام نے روحانی، اخلاقی، اور معاشرتی بنیادوں پر استوار کیا ہے۔ نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی کو محض جسمانی تعلقات کے دائرے میں سمجھنا علمی بددیانتی ہے۔ یہ شادیاں اصلاحِ معاشرت، اتحادِ قبائل، اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے تھیں۔ مستشرقین کا زاویۂ نظر سماجی تناظر سے محروم تھا، اس لیے ان کی تنقید غیر معتبر قرار پاتی ہے۔

❖ **غزوات اور جہاد کے اعتراضات کا رد:**

مستشرقین نے اسلام کو "تلوار کا مذہب" قرار دیا۔ مگر مسلم محققین نے قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا کہ جہاد دراصل ظلم کے خلاف مزاحمت اور امن کے قیام کا ذریعہ ہے، نہ کہ جارحیت۔

ڈاکٹر نثار اختر نے اپنی تحقیق "A Critical Analysis of Orientalists' Fruitless Efforts to Criticize the Holy Prophet Muhammad (SAW)" میں لکھا کہ مستشرقین نے نبی ﷺ کے جہاد کو سامراجی جنگوں کے تناظر میں دیکھا، حالانکہ قرآن میں جہاد کو صرف دفاعی عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔[31]

اسلامی نقطۂ نظر سے پہلی جنگ بدر اس وقت لڑی گئی جب قریش نے مسلمانوں کے تجارتی قافلے پر قبضہ کیا اور مسلمانوں کو مسلسل ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ صلح حدیبیہ کی مثال ظاہر کرتی ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ امن کو فوقیت دیتے تھے۔ پس جہاد کا مقصد انسانیت کی بقا اور عدل کا قیام ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی کسی پر زبردستی اسلام مسلط نہیں کیا۔ مستشرقین کی تنقید ان کے تاریخی سیاق و سباق سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

---

[28] Safiur Rahman Mubarakpuri, *Al-Raheeq al-Makhtoom*, Riyadh: Darussalam, 1996, p. 92.
[29] Muhammad Asad, *The Road to Mecca*, New York: Simon & Schuster, 1954, p. 110.
[30] القرآن: ۳۳/۴۔
[31] Akhtar, N., Shah, N. W., & Ahmad, W. (2022). *A Critical Analysis of Orientalists' Fruitless Efforts to Criticize the Holy Prophet Muhammad (SAW)*.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

❖ **سیاسی و سماجی اصلاحات کے اعتراضات کا رد:**

کچھ مستشرقین جیسے گولڈزیہر (Goldziher) نے کہا کہ نبی ﷺ کا مقصد عرب قبائل پر سیاسی غلبہ حاصل کرنا تھا۔ لیکن تاریخی شواہد اس کے برعکس ثابت کرتے ہیں۔ میثاقِ مدینہ انسانی تاریخ کا پہلا تحریری معاہدہ تھا جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں کے مساوی حقوق کو تسلیم کیا گیا۔ ڈاکٹر عمر فارح کے مطابق نبی ﷺ کی قائم کردہ ریاستِ مدینہ جدید جمہوری اصولوں، مساوات، عدل، رواداری، اور مذہبی آزادی پر قائم تھی۔[32]
واضح ہوا کہ نبی ﷺ کی سیاسی قیادت دراصل روحانی و اخلاقی قیادت تھی۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی ریاست قائم کی جو امن و عدل کی بنیاد پر کھڑی تھی، جہاں قانون سب کے لیے برابر تھا۔ مستشرقین نے اس ریاست کو اقتدار کی علامت سمجھا، مگر حقیقت میں وہ انسانی اقدار کی عملی تعبیر تھی۔

❖ **سیرت النبی ﷺ کی روایات پر اعتراضات کا رد**

بعض مستشرقین نے سیرت النبی ﷺ کی تاریخی روایات کو غیر مستند قرار دیا، جیسے جوزف شاخت (Joseph Schacht) اور پٹریشیا کرون (Patricia Crone) نے دعویٰ کیا کہ سیرت اور حدیث بعد کے دور کی اختراعات ہیں۔[33] لیکن اکرم ضیاء العمری نے اپنی تحقیقی کتاب موقف الاستشراق من السنة والسیرة النبویة میں اس خیال کو مکمل طور پر رد کیا اور ثابت کیا کہ سیرت النبی ﷺ کی روایات تواتر اور تسلسل کے ساتھ ابتدائی نسلوں سے منتقل ہوئیں۔[34] تحقیقی نتائج سے واضح ہوا کہ حدیث اور سیرت کے مجموعے مسلمانوں کی غیر معمولی روایتِ حفظ، کتابت، اور اسناد کی سخت شرائط کے تحت محفوظ کیے گئے۔ مستشرقین کا رائے محض مفروضے پر مبنی ہے جس کا کوئی تاریخی جواز موجود نہیں۔
مستشرقین کے اعتراضات میں زیادہ تر غلط فہمی، ثقافتی تعصب، اور تاریخی سیاق سے لاعلمی جھلکتی ہے۔ ان کے اعتراضات کا مقصد اسلام کی فکری بنیادوں کو کمزور کرنا تھا، مگر مسلم علماء کی مدلل تحقیقات نے نہ صرف ان اعتراضات کا رد کیا بلکہ سیرت النبی ﷺ کی صداقت اور عظمت کو مزید نمایاں کر دیا۔ اسلامی اسکالرز جیسے حمید اللہ، محمد اسد، اکرم ضیاء العمری، اور صفی الرحمٰن مبارکپوری کی تحقیقات نے ثابت کیا کہ نبی ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو عقل، تاریخ، اور اخلاقیات کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہے۔

## استشراقی فکر کے اثرات

استشراقی فکر نے اسلام، قرآن، اور سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے نہ صرف مغربی علمی دنیا پر اثر ڈالا بلکہ مسلم معاشروں کی فکری و علمی ساخت پر بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ مستشرقین کی تحریریں ایک طرف مغربی جامعات میں "اسلامک اسٹڈیز" کے بنیادی ماخذ بن گئیں، تو دوسری طرف مسلمانوں کے علمی و تحقیقی ردِ عمل کا باعث بھی بنیں۔ ان اثرات کو ہم تین سطحوں پر تقسیم کر سکتے ہیں: فکری، علمی، اور سیاسی۔

---

[32] Omer, F., Farhadullah, & Akhter, N. (2019). *The Structure of Madinah's State: A Study from the Prophet Muhammad (PBUH) Seerah*, p. 47.
[33] Joseph Schacht, *The Origins of Muhammadan Jurisprudence*, Oxford: Clarendon Press, 1950, p. 15.
[34] اکرم ضیاء العمری، **موقف الاستشراق من السنة والسیرة النبویة**، 82۔

***Vol. 2, No. 3 (2025)***
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

**مغرب میں سیرت النبی ﷺ کا تصور:**

مستشرقین نے اپنی تحریروں کے ذریعے مغربی عوام کے ذہنوں میں نبی اکرم ﷺ کی ایک منفی شبیہ قائم کی۔ ولیم میور، مارگولیوتھ، اور رینان جیسے مصنفین نے نبی ﷺ کو ایک "سیاسی مدبّر" اور "قومی مصلح" تو تسلیم کیا، مگر وحی اور نبوت کے پہلو کو رد کر دیا۔[35] ان کے نزدیک قرآن ایک انسانی تصنیف اور اسلام ایک تمدنی تحریک تھی جو عرب قبائل کو متحد کرنے کے لیے وجود میں آئی۔ اس فکری رجحان نے مغربی نصابی کتب، مستشرقانہ انسائیکلوپیڈیاؤں مثلاً Encyclopaedia of Islam، اور میڈیا میں نبی ﷺ کے متعلق غلط تصورات کو مضبوط کیا۔ ایڈورڈ سعید نے اپنی کتاب Orientalism میں لکھا کہ مغرب نے اسلام کو ہمیشہ ایک "خطرہ" یا "دوسرا (The Other)" کے طور پر پیش کیا تاکہ اپنی تہذیبی برتری کو قائم رکھ سکے۔[36]

الغرض مستشرقین کے یہ منفی تصورات مغربی معاشرت میں اسلاموفوبیا کی فکری بنیاد بنے۔ ان کے اثرات آج بھی مغربی میڈیا اور تعلیمی نظام میں پائے جاتے ہیں، جہاں نبی ﷺ کی سیرت کو مذہبی نہیں بلکہ سیاسی یا ثقافتی زاویے سے دیکھا جاتا ہے۔

**مسلم دنیا پر فکری اثرات:**

استشراقی فکر نے مسلم دنیا میں دو متضاد رجحانات پیدا کیے:

* پہلا رجحان دفاعی علمی تحریک کا تھا جس کے تحت علماء اور محققین نے مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل ردّ کیا۔
* دوسرا رجحان تقلیدی یا مغربی فکری مرعوبیت کا تھا، جس میں کچھ مسلمان محققین نے مغربی علمی پیمانوں کو اسلام کے تناظر پر لاگو کرنے کی کوشش کی۔

اکرم ضیاء العمری نے لکھا کہ مستشرقین کی تحقیقات نے مسلمانوں کو اپنی علمی روایت کو از سرِ نو پرکھنے پر مجبور کیا، اور اس کے نتیجے میں "علمِ سیرت" نے ایک منظم تحقیقی شکل اختیار کی۔[37] ڈاکٹر حمید اللہ اور محمد اسد جیسے مفکرین نے جدید علمی زبان میں اسلام کا دفاع کیا اور ثابت کیا کہ استشراق نے جہاں غلط فہمیاں پیدا کیں، وہیں مسلم علمی بیداری کا سبب بھی بنا۔

پس استشراق کے اثرات مسلم علمی دنیا میں دوہری نوعیت کے رہے — ایک طرف اس نے دفاعی علمی تحریک کو جنم دیا، دوسری طرف کچھ مسلم مفکرین کو مغربی فکر سے مرعوب بھی کیا۔ تاہم، مجموعی طور پر یہ اثر مثبت رہا کیونکہ اس نے مسلم محققین کو تحقیقی استدلال اور علمی معیار کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کرنے پر آمادہ کیا۔

---

[35] William Muir, *The Life of Mahomet*, London: Smith, Elder & Co., 1878, pp. 10–12.
[36] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, pp. 25–30.
[37] اکرم ضیاء العمری، **موقف الاستشراق من السنة والسيرة النبوية**، 115۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

**سیاسی و تہذیبی اثرات :**

استشراق محض علمی تحریک نہیں تھی بلکہ ایک سیاسی آلہ بھی تھا۔ ایڈورڈ سعید کے مطابق استشراق کا بنیادی مقصد مشرقی دنیا کو مغربی اقتدار کے تابع رکھنا اور علمی بالادستی قائم کرنا تھا۔[38]

برطانوی اور فرانسیسی نوآبادیاتی حکمرانوں نے استشراقی مطالعات کو اپنی "Colonial Policy" کا حصہ بنایا تاکہ وہ اسلامی معاشروں کی ثقافت، مذہب، اور سیاست کو بہتر طور پر سمجھ کر ان پر قابو پا سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کو "پسماندگی" اور "تحجر" کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا، اور مغربی تہذیب کو "ترقی" اور "روشنی" کے استعارے کے طور پر دکھایا گیا۔[39]

تاہم، دوسری طرف، استشراق کے خلاف مسلم مفکرین نے علمی میدان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ابوالحسن علی ندوی، فضل الرحمان، اور امین احسن اصلاحی جیسے مفکرین نے اسلامی فکر کو جدید دنیا کے سامنے اس کے اصل روحانی و اخلاقی سیاق میں پیش کیا۔ تحقیقی نتائج ثابت کرتے ہیں کہ سیاسی سطح پر استشراق مغربی استعمار کے مفادات سے وابستہ رہا، لیکن اس کا غیر ارادی نتیجہ مسلم فکری احیاء کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مغرب کی علمی تنقید نے مسلمانوں کو اپنی فکری میراث کے دفاع کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کیں، اور آج استشراق کا مقابلہ ایک علمی و فکری "اسلامک اسٹڈیز" کے مضبوط اداروں سے کیا جا رہا ہے۔

**جدید علمی منظرنامہ:**

آج استشراق کی نوعیت بدل چکی ہے۔ جدید مغربی جامعات میں اسلام کا مطالعہ محض مذہبی تنقید نہیں بلکہ ایک سائنسی اور بین الثقافتی مکالمے کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ مونٹگمری واٹ، کیرن آرمسٹرانگ (Karen Armstrong)، اور جوناتھن براون (Jonathan Brown) جیسے اسکالرز نے نبی ﷺ کی شخصیت کو مثبت، متوازن اور تاریخی سیاق میں پیش کیا ہے۔ کیرن آرمسٹرانگ نے اپنی کتاب "Muhammad: A Prophet for Our Time" میں لکھا:

> "محمد ﷺ وہ شخصیت ہیں جنھوں نے انسانی تاریخ میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا ان کی تعلیمات آج بھی عدل اور رحمت کی علامت ہیں۔"[40]

پس جدید استشراق میں اگرچہ بعض تعصبات باقی ہیں، تاہم علمی رویہ زیادہ متوازن ہو چکا ہے۔ اب سیرت النبی ﷺ کو "Prophetic Leadership" کے ماڈل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ یہ ایک مثبت علمی پیش رفت ہے جو مغرب اور مسلم دنیا کے درمیان مکالمے کی راہ ہموار کرتی ہے۔

---

[38] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, pp. 25–30.
[39] Bernard Lewis, *The Middle East and the West*, Indiana University Press, 1964, p. 83.
[40] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our Time*, HarperCollins, 2006, p. 14.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تحقیقی نتائج سے ثابت ہوتا ہے کہ استشراق کے اثرات متنوع اور گہرے ہیں۔ جہاں اس نے اسلام کے خلاف فکری محاذ قائم کیا، وہیں اس نے مسلمانوں کو علمی بیداری، سیرت کی نئی تحقیق، اور علمی استدلال کی راہوں پر گامزن کیا۔ اگرچہ مغربی علمی روایت میں اب بھی کچھ تعصب باقی ہے، لیکن مسلم محققین کی منظم علمی کاوشوں نے سیرت النبی ﷺ کی صداقت کو عالمی سطح پر مضبوطی سے پیش کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مغربی محققین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سیرت انسانی اخلاق، عدل، اور قیادت کا بہترین نمونہ ہے۔

**نتائج اور سفارشات**

سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات کے مطالعے سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ ان کی اکثریت کا بنیادی محرک علمی جستجو کے بجائے مذہبی و تہذیبی تعصب تھا۔ تاہم، اس کے باوجود ان کی تنقیدوں نے مسلم محققین کو علمی بیداری عطا کی اور "علمِ سیرت" کو ایک مضبوط تحقیقی علم کے طور پر منظم کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ذیل میں چند نمایاں نتائج و سفارشات درج کیے جاتے ہیں:

**نتائج:**

* استشراق کی فکری بنیاد مذہبی تعصب اور سامراجی مقاصد پر قائم تھی۔ مستشرقین نے اسلام کو ہمیشہ مغربی تناظر میں دیکھا اور نبی ﷺ کی سیرت کو انسانی یا سیاسی زاویے سے پرکھا، الہامی یا روحانی سیاق میں نہیں۔[41]
* مستشرقین کے اعتراضات زیادہ تر غلط فہمی اور تاریخی پس منظر سے لاعلمی پر مبنی تھے۔ وحی کو نفسیاتی تجربہ اور جہاد کو سیاسی جارحیت کہنا مغربی علمی تنگ نظری کی علامت ہے۔[42]
* مسلم علماء نے استشراقی اعتراضات کا علمی و تحقیقی انداز میں مدلل رد کیا۔ اکرم ضیاء العمری، صفی الرحمٰن مبارکپوری، محمد حمید اللہ، اور محمد اسد جیسے محققین نے سیرت النبی ﷺ کو عقلی، تاریخی اور اخلاقی بنیادوں پر پیش کیا۔[43]
* استشراق نے بالواسطہ طور پر مسلم علمی بیداری کو فروغ دیا۔ مسلم مفکرین نے استشراقی تنقیدوں کے جواب میں جدید تحقیقی زبان اور دلائل کو اختیار کیا، جس سے سیرت النبی ﷺ کے مطالعے کا دائرہ وسیع ہوا۔[44]
* جدید استشراق میں اعتدال کا رجحان پیدا ہو چکا ہے۔ جدید مغربی مفکرین مثلاً کیرن آرمسٹرانگ اور جوناتھن براون نے نبی ﷺ کی سیرت کو انسانی تاریخ کے ایک روشن اخلاقی ماڈل کے طور پر تسلیم کیا ہے۔[45]

---

[41] Edward Said, *Orientalism*, Pantheon Books, 1978, p. 27.
[42] William Muir, *The Life of Mahomet*, London: Smith, Elder & Co., 1878, p. 34.
[43] Muhammad Hamidullah, *Introduction to Islam*, Paris, 1970, p. 21.
[44] Akram Zia al-Umari, *Mawqif al-Istishraq min al-Sunnah wa al-Sirah al-Nabawiyyah*, Madinah University, p. 115.
[45] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our Time*, HarperCollins, 2006, p. 18.

**سفارشات:**

* تحقیقی اداروں میں "علمِ سیرت" کے استشراقی پہلو پر خصوصی تحقیق کو فروغ دیا جائے۔ جامعات کو چاہیے کہ سیرت النبی ﷺ کے مغربی مطالعے کا تجزیہ علمی و تنقیدی زاویے سے کیا جائے۔
* استشراق کے مقابلے میں علمی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔ تعصب کے بجائے مکالمہ کا فروغ ہی آج کے دور کی علمی ضرورت ہے۔
* مسلم محققین کو انگریزی و مغربی زبانوں میں مستند مواد تخلیق کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ سیرت النبی ﷺ کی اصل روح کو مغربی قارئین کے سامنے درست انداز میں پیش کیا جا سکے۔
* ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور سوشل میڈیا پر سیرت النبی ﷺ کا علمی دفاع کیا جائے۔ کیونکہ جدید استشراق اب صرف کتابوں میں نہیں بلکہ میڈیا اور آن لائن مباحث میں منتقل ہو چکا ہے۔
* بین الاقوامی سطح پر "سیرت اسٹڈیز سینٹرز" قائم کیے جائیں۔ جو سیرت النبی ﷺ کے تحقیقی مطالعے کو عالمی علمی معیار پر فروغ دیں۔

**خلاصۂ بحث**

سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات دراصل اسلام کے عالمی پیغام کو محدود کرنے کی ایک فکری کوشش تھی۔ مگر اسلام کی آفاقی تعلیمات، نبی ﷺ کی سیرت کی جامعیت، اور مسلم محققین کے مدلل جوابات نے ان اعتراضات کی بنیادیں ہلا دیں۔ وحی، نبوت، جہاد، اور معاشرتی اصلاحات جیسے تمام اعتراضات کا جواب قرآن و سنت کے اصولوں سے دیا گیا، اور یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی سیرت ہر دور کے انسان کے لیے راہِ ہدایت ہے۔ جدید علمی دنیا اب اعتراف کر رہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات محض مذہبی احکامات نہیں بلکہ عالمی اخلاقیات، عدل، اور انسانی وقار کی اساس ہیں۔

لہٰذا، یہ کہنا بجا ہو گا کہ:

"استشراق نے اگر اسلام پر سوالات اٹھائے تو سیرتِ محمدی ﷺ نے ان کے ہر سوال کا جواب علم، منطق، اور اخلاق سے دیا۔"

الغرض یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات اگرچہ بظاہر علمی دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان کی بنیاد تعصب اور ناواقفیت پر ہے۔ اسلامی اسکالرز نے ان اعتراضات کو محض دفاعی نہیں بلکہ تحقیقی اور اخلاقی انداز میں رد کیا، جس کے نتیجے میں آج سیرت النبی ﷺ پر بین الاقوامی سطح پر ایک مضبوط علمی لٹریچر موجود ہے—جو نہ صرف اسلام کی حقانیت بلکہ نبی اکرم ﷺ کی آفاقی عظمت کا ثبوت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

**مصادر و مراجع**

* القرآن الکریم۔ سورۃ الانفال، 8:61؛ سورۃ النجم، 53:3–4؛ سورۃ الاحزاب، 33:4۔
* العمری، اکرم ضیاء۔ موقف الاستشراق من السنة والسيرة النبوية۔ مدینہ منورہ: جامعہ اسلامیہ، 1995۔
* مبارکپوری، صفی الرحمٰن۔ الرحیق المختوم۔ ریاض: دارالسلام، 1996۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

* Akhtar, Nasir, Noor Wali Shah, and Waqar Ahmad. “A Critical Analysis of Orientalists’ Fruitless Efforts to Criticize the Holy Prophet Muhammad (SAW).” *As-Saqafat-ul Islamia Journal* 47, no. 2 (2022): 40–50.
* Armstrong, Karen. *Muhammad: A Prophet for Our Time.* New York: HarperCollins, 2006.
* Asad, Muhammad. *The Road to Mecca.* New York: Simon & Schuster, 1954.
* Bernard Lewis. *The Middle East and the West.* Bloomington: Indiana University Press, 1964.
* Crone, Patricia, and Michael Cook. *Hagarism: The Making of the Islamic World.* Cambridge: Cambridge University Press, 1977.
* Gibbon, Edward. *The Decline and Fall of the Roman Empire.* Vol. 5. London: Strahan & Cadell, 1788.
* Goldziher, Ignaz. *Muslim Studies.* Vol. 2. London: George Allen & Unwin, 1967.
* Hamidullah, Muhammad. *Introduction to Islam.* Paris: Association des Étudiants Islamiques en France, 1970.
* Lings, Martin. *Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources.* London: George Allen & Unwin, 1983.
* Margoliouth, D. S. *Mohammed and the Rise of Islam.* London: G. P. Putnam’s Sons, 1905.
* Muir, William. *The Life of Mahomet.* London: Smith, Elder & Co., 1878.
* Muir, William. *The Life of Muhammad.* 4th ed. London: Smith, Elder & Co., 1888.
* Muir, William. *Muhammad and Islam.* New Delhi: Cosmo Publications, 2010.
* Mubarakpuri, Safiur Rahman. *Al-Raheeq al-Makhtoom (The Sealed Nectar).* Riyadh: Darussalam, 1996.
* Omer, Farhadullah, and Nida Akhter. “The Structure of Madinah’s State: A Study from the Prophet Muhammad (PBUH) Seerah.” *Rahat Journal* 3, no. 2 (2019): 43–52.
* Rosli, Ummi Nadhirah, and Nurul Omar. “References of Sexuality in Relation to the Prophet Muhammad (PBUH) in 17th–19th Century Orientalist Travelogues.” *Arab World English Journal for Translation & Literary Studies* 1, no. 4 (2017): 68–82.
* Said, Edward W. *Orientalism.* New York: Pantheon Books, 1978.
* Schacht, Joseph. *The Origins of Muhammadan Jurisprudence.* Oxford: Clarendon Press, 1950.
* Watt, W. Montgomery. *Muhammad: Prophet and Statesman.* Oxford: Oxford University Press, 1961.

☆☆☆☆☆☆☆